ماہنامہ کرن کہانی، کراچی — شمارہ ۷، جلد ۱۴، جولائی ۱۹۷۶ء — ۹۶ صفحات — قیمت ۱۲ روپے

ریگ زار کی ملکہ: نسرین بانو قریشی کی لازوال کہانی

از: ڈاکٹر عارفہ سیمابی

ریگ زار کی ملکہ نسرین بانو قریشی کی لازوال کہانی

ریگ زار کی ملکہ کا ایک منظر

ریگ زار کی ملکہ: نسرین بانو قریشی کی لازوال کہانی ۔۔۔ ۷

چاند نگر کا میلہ: عید کی خوشیوں کا احوال ۔۔۔ ۱۸

سنہری مچھلی اور بوڑھا ماہی گیر ۔۔۔ ۲۶

کتابوں کی دنیا: اس ماہ کی نئی کتابوں پر تبصرے ۔۔۔ ۳۱

بچوں کی ڈاک ۔۔۔ ۳۴

ننھے مصوروں کی نمائش ۔۔۔ ۳۸

پہیلیاں اور لطیفے ۔۔۔ ۴۰

ریگ زار کی ملکہ

نسرین بانو قریشی کی یہ کہانی ریگ زار کے ایک چھوٹے سے گاؤں کی ہے جہاں پانی سونے سے زیادہ قیمتی سمجھا جاتا ہے۔ گاؤں کے لوگ ہر صبح اونٹوں پر مشکیزے لاد کر نخلستان کا رخ کرتے ہیں۔ اس گاؤں میں ایک لڑکی رہتی ہے جس کا نام سب نے بھلا دیا ہے، کیونکہ سب اسے صرف ملکہ کہہ کر بلاتے ہیں۔ اس کی ماں بچپن میں ہی ریت کے طوفان میں کھو گئی تھی۔

ملکہ کا باپ بوڑھا ہے اور اس کی ایک ٹانگ میں ہمیشہ درد رہتا ہے، اس لیے پانی لانے کی ذمہ داری ملکہ پر آ گئی۔ وہ روز صبح سورج نکلنے سے پہلے اٹھتی، اپنے اونٹ کو تھپکی دیتی اور دو میل لمبا سفر طے کرتی۔ راستے میں کوئی دوست نہیں تھا، کوئی ہمراہی نہیں تھا۔ صرف ریت، ہوا اور خاموشی تھی۔ لیکن ملکہ نے کبھی شکایت نہیں کی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ رک گئی تو اس کا گھر پیاسا رہ جائے گا۔

ایک دن نخلستان میں اسے ایک اجنبی ملا۔ وہ شہر سے آیا تھا اور اس کے کپڑے گرد سے اٹے ہوئے تھے۔ اس کا نام زاہد تھا۔ زاہد نے ملکہ سے پوچھا کہ وہ اتنی دور اکیلی کیوں جاتی ہے۔ ملکہ نے جواب دیا کہ اس کے بغیر اس کا باپ پیاسا رہ جائے گا۔ زاہد نے کہا کہ شہر میں لوگ پانی کے نل لگا رہے ہیں، مگر ملکہ کو یقین نہیں آیا۔ اس کے لیے پانی وہی تھا جو کنویں سے نکلتا تھا، جو ہاتھ سے بھرا جاتا تھا، جو محنت سے ملتا تھا۔

زاہد کئی دن گاؤں میں رہا۔ وہ بچوں کو پڑھانے لگا اور شام کو بزرگوں کے ساتھ بیٹھ کر کہانیاں سنتا رہا۔ آہستہ آہستہ ملکہ اس کی عادی ہو گئی۔ وہ اس کے لیے کھجوریں لاتی اور اس کے اونٹ کا چارہ بھی کاٹ دیتی۔ لوگ کہنے لگے کہ ملکہ کا دل نرم ہے، مگر ملکہ کو اس بات کی پروا نہیں تھی۔ اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ زاہد کے جانے کے بعد اس کا دن بہت لمبا ہو جاتا ہے۔

جب زاہد واپس جانے لگا تو اس نے ملکہ سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ شہر چلے۔ وہاں اسکول ہے، علاج ہے، اور ایسی زندگی ہے جس میں پانی کے لیے میل بھر نہ چلنا پڑے۔ ملکہ خاموش رہی۔ اس رات وہ دیر تک ریت پر بیٹھی رہی اور ستاروں کو دیکھتی رہی۔ صبح اس نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اگر وہ چلی گئی تو کون ان کے کھجور کے درختوں کو پانی دے گا۔ باپ نے کہا کہ وہ خود دے لے گا، چاہے ٹانگ کتنا ہی درد کرے۔

آخر ملکہ نے فیصلہ کیا کہ وہ نہیں جائے گی۔ اس نے زاہد سے کہا کہ وہ واپس آئے گا تو وہ اسے ایک میٹھے پانی کا چشمہ دکھائے گی جو اس نے خود کھودا ہے۔ زاہد مسکرایا اور کہا کہ وہ ضرور آئے گا۔ ملکہ نے اس کی بات پر یقین کر لیا، حالانکہ وہ جانتی تھی کہ شہر کے لوگ اکثر وعدے بھول جاتے ہیں۔ پھر بھی اس رات وہ پہلی بار مسکرائی۔

زاہد چلا گیا۔ اونٹ کی گھنٹی دور تک سنائی دیتی رہی، پھر ریت میں گم ہو گئی۔ ملکہ نے اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا۔ وہ ہر صبح کنویں پر جاتی، ہر شام اونٹ کو چارہ دیتی اور ہر رات ستاروں کو گنتی۔ کبھی کبھی اسے لگتا کہ زاہد کو بھول گئی ہے، کبھی لگتا کہ وہ اسے یاد کرتی ہے۔ مگر وہ کسی سے کچھ نہیں کہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ انتظار بھی ایک طرح کا کام ہے، اور وہ یہ کام بھی پوری ہمت سے کر رہی تھی۔

(باقی صفحہ 4 پر)

ریگ زار کی ملکہ: نسرین بانو قریشی کی لازوال کہانی

از: ڈاکٹر عارفہ سیمابی

ماہنامہ «کرن کہانی» کراچی کے جولائی ۱۹۷۶ء کے شمارے میں شائع ہونے والی یہ کہانی نسرین بانو قریشی کی پہلی مطبوعہ تحریر تھی۔ اس وقت وہ صرف سترہ برس کی تھیں اور ساحلی شہر کیماڑی کے ایک گرلز کالج میں بی اے کی طالبہ تھیں۔ کہانی کے مرکزی کردار ملکہ کا نام بھی اسی لیے رکھا گیا کہ مصنفہ کے بقول وہ اس لفظ کی آواز میں ایک طرح کی بلندی محسوس کرتی تھیں۔ یہ کہانی بعد میں ان کے پہلے افسانوی مجموعے «ریگ زار کی ملکہ اور دوسری کہانیاں» میں بھی شامل کی گئی۔

کہانی کا پس منظر ایک ایسا گاؤں ہے جو ریگ زار کے کنارے آباد ہے۔ و